طالب محسن

دل کا میلان

(مشکوٰۃ المصابیح حدیث:۸۹)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وعن عبد اللّٰه بن عمرو قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم، إن قلوب بنی آدم کلها بین أصبعین من أصابع الرحمن کقلب واحد، یصرف کیف یشاء۔ ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم: اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتك۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام بنی آدم کے دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ایسے ہیں جیسے ایک دل ہو۔ وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پھیرتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

لغوی مباحث

قلوب: 'قلوب'، 'قلب' کی جمع ہے۔ یہ اس آلہ کا عربی نام ہے جو جسم میں خون کی گردش جاری رکھنے کے لیے سینے میں دھڑکتا رہتا ہے۔ لیکن یہ لفظ غالباً تمام زبانوں میں انسان کی فہم و عقل کی باطنی صلاحیت اور اس کے جذبات وخواہشات کے مرکز کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات اسے انسان کی اصل شخصیت کو تعبیر کرنے کے لیے بھی بولا جاتا

ہے۔قرآن مجید میں بھی یہ لفظ ان تمام پہلووں کے لیے استعمال ہوا ہے، بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سینے میں دھڑکتا ہوا دل ہی بصیرت کا منبع ہے۔سورۂ حج میں ہے:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ۔(۴۶:۲۲)	''کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔''

بین أصبعین من أصابع الرحمان : لفظی مطلب ہے رحمان کی انگلیوں میں سے دوانگلیوں کے بیچ میں۔لیکن یہاں اس سے ہر دل کے خدا کے تصرف میں ہونے کا پہلو واضح کرنا مقصود ہے۔ یہاں یہ بحث بے محل ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ کی انگلیاں ہوتی ہیں یا نہیں؟ یہ زبان کا ایک اسلوب ہے۔یہ الفاظ دل کے خدا کے تصرف میں ہونے کو چشم تصور کے ذریعے سے محسوس کرانے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔خدا کی ذات کے بارے میں کوئی اطلاع ان میں نہیں ہے۔دو انگلیوں سے بعض شارحین نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی دوصفات جلال واکرام یا رحمت وقہر مراد ہیں۔یعنی وہ جسے چاہتا ہے نیکی سے برائی یعنی ثواب سے سزا کی طرف پھیر دیتا ہے۔یہ نکتہ دل چسپ ضرور ہے، لیکن زبان و بیان کے قواعد کی روشنی میں یہ محض تکلف ہے۔

یصرف : 'التصریف' کے معنی پھیرنے اور پلٹنے کے ہیں۔دل کے ساتھ متعلق ہونے کے پہلو سے یہاں دل کا رخ بدلنے کے معنی میں آیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

متون

کتب حدیث میں اس روایت کے دومتن ملتے ہیں۔ایک متن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر یہ بیان کیا کہ ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہے۔وہ اسے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ اے دلوں کے پھیرنے والے، میرا دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔دوسرے متن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ دعا اکثر کیا کرتے تھے۔اس پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا اور آپ سے اس دعا کا سبب پوچھا۔اس کے جواب میں آپ نے یہ بات واضح کی کہ ہر آدمی کا دل اللہ کی گرفت میں ہے، وہ اسے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت ایک موقع پر کچھ صحابہ کو پیش آئی۔ایک موقع پر ام المومنین حضرت سلمہ کو اور کسی دوسرے موقع پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو پیش آئی۔ان تین موقعوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا سوال ان الفاظ میں روایت ہوا ہے:

فقلت (سلمة) یا رسول اللّٰه ما أکثر	''(حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں): میں نے

دعاءك يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك۔

پوچھا: اے اللہ کے رسول، آپ کتنی زیادہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر جما دے۔''

فقلنا يا رسول اللّٰه آمنا بك و بما جئت به فهل تخاف علينا۔

''ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ہم آپ پر ایمان لائے کیا آپ ہمارے بارے میں اندیشہ رکھتے ہیں۔''

فقلت (عائشة) بأبی أنت و أمی یا رسول اللّٰه أ تخاف و أنت رسول اللّٰه؟

''(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں): میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر فدا آپ اندیشہ رکھتے ہیں، جبکہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟''

باقی فرق محض لفظی ہیں، مثلاً: 'قلوب' کی جگہ 'قلب'، 'الرحمان' کے بجائے 'الجبار' اور 'علی دینك' کے بدلے 'علی طاعتك' کے الفاظ آئے ہیں۔ اسی طرح 'صرِّف' کی جگہ 'اصرف' اور 'مقلب' کے بجائے 'مصرف' بھی روایت ہوا ہے۔ البتہ نتیجہ کا جملہ مختلف طریقوں سے آیا ہے۔ 'یصرف حیث یشاء' کی جگہ 'إن شاء اقامه و إن شاء أزاغه' یا 'إذا شاء یقلب قلبه' یا 'فمن شاء أن یقلبه من الضلالة إلی الهدی أو من الهدی إلی الضلالة' کے الفاظ آئے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بنیادی طور پر یہ روایت فرد سے متعلق ہے۔ لیکن بعض روایات میں یہ جملہ بھی مروی ہے:

و المیزان بید الرحمٰن یرفع أقواما و یخفض آخرین إلی یوم القیامة۔

''ترازو رحمان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کچھ قوموں کو اٹھاتا ہے اور دوسری کو جھکاتا ہے۔ (یہ صورت) قیامت تک کے لیے (قائم ہے)۔''

اس روایت کے کچھ متون مختصر ہیں اور کچھ مفصل ہیں۔ یعنی کچھ مرویات میں صرف دعا مذکور ہے۔ اور کچھ میں صرف تصریف قلوب والا جملہ روایت ہوا ہے۔

معنی

یہ روایت بنیادی طور پر اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرف چاہتے ہیں کسی انسان کا دل پھیر دیتے ہیں۔ وہ جسے چاہتے ہیں راہ حق پر لگا دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں گمراہی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے رہتے تھے کہ اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنی اطاعت پر جما دے۔ میرا دل اپنے دین کی طرف پھیر

دے۔صاحب مشکوٰۃ اور بعض دوسرے محدثین نے بھی اسے تقدیر کے عنوان کے تحت لیا ہے۔اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہدایت وضلالت سراسر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ان کی مرضی ہے وہ کسی کو نیکوکار بنادیں اوران کی رضا ہے وہ کسی کو بدکار بناڈالیں۔اس روایت کے یہ معنی لینا کسی بھی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

دل کیا، پوری کائنات خدا کی گرفت میں ہے۔وہ جس وقت جو چاہے وقوع پزیر کرسکتا ہے۔اس نے یہ زمین وآسمان استوار کیے ہوئے ہیں۔وہ جب چاہے ان کی بساط لپیٹ سکتا ہے۔لیکن اس نے طے کیا ہے کہ وہ ان کی بساط قیامت برپا کرنے کے موقع ہی پر لپیٹے گا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ لوح محفوظ میں ہر ہر معاملہ طے کر کے لکھ دیا گیا ہے اور وہ اسی منصوبے کے مطابق ظاہر ہوگا۔یہی معاملہ دلوں کا ہے۔وہ لاریب خدا کی گرفت میں ہیں۔اس کے لیے تمام بنی آدم کے دلوں کا الٹ پھیر اس سے کہیں زیادہ سہل ہے، جتنا سہل انگلیوں میں آئی ہوئی کسی شے کو گھمانا کسی انسان کے لیے سہل ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعۡلَمُوۡآ اَنَّ اللّٰهَ يَحُوۡلُ بَيۡنَ الۡمَرۡءِ وَ قَلۡبِهٖ۔ (الانفال ۸:۲۴)

''جان رکھو، اللہ تعالیٰ آدمی اوراس کے دل کے درمیان حائل ہوجایا کرتے ہیں۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لیکن زمین وآسمان کے الٹ پھیر کی طرح اس نے دلوں کے الٹ پھیر کا بھی ایک قاعدہ مقرر کررکھا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَلَمَّا زَاغُوۡآ اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ۔ (الصف ۶۱:۵)

''پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کردیے۔''

سورۂ تغابن میں ہے:

وَ مَنۡ يُّؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ۔ (۶۴:۱۱)

''اور جو اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان رکھتا ہو تو وہ اس کے دل کو ہدایت پر جما دیتے ہیں۔''

یہود کے دلوں میں قساوت کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيۡثَاقَهُمۡ لَعَنّٰهُمۡ وَ جَعَلۡنَا قُلُوۡبَهُمۡ قٰسِيَةً۔ (المائدہ ۵:۱۳)

''ان کے اپنا عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کردی اوران کے دلوں کو سخت کردیا۔''

اصحاب کہف کے دلوں کو ثبات عطا ہونے کی وجہ ان الفاظ میں بیان کی:

وَّ رَبَطۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا

''ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کیا جبکہ وہ اٹھے اور کہا ہمارا رب وہی ہے جو آسمان اور زمین کا رب

مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـهًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا۔ (الکہف ۱۸:۱۴)

ہے۔ ہم اس کے سوا کسی معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم نے حق سے ہٹی ہوئی بات کہی۔''

یہ اور دوسرے متعدد مقامات پر قرآن مجید نے اس اصول کو مختلف اسالیب میں واضح کیا ہے کہ دل کی راستی اس کو عطا ہوتی ہے جو خود راستی اختیار کرنا چاہتا ہے اور دل کا ٹیڑھ اسی کا نصیب ہے جو اپنے ارادے سے اس ٹیڑھ کے درپے ہوتا ہے۔ اس کے باوجود وہ لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ نے راہ یاب کیا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دل کی درستی کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کی یہ دعا بھی قرآن مجید میں نقل ہوئی ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَ هَبۡ لَـنَـا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ۔ (۳:۸)

''اے ہمارے پرودگار ہمارے دلوں کو ہدایت بخشنے کے بعد کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش۔ تو نہایت بخشنے والا ہے۔''

مولانا امین احسن اصلاحی نے الراسخ فی العلم ہونے کے باوجود اور ہدایت یاب ہونے کے باوصف اس دعا کی حکمت واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یہ راسخین فی العلم کی دعا ہے۔ جس سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ اپنے دین کے معاملے میں اتنے بے پروا نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ شکوک وشبہات کو بلاوے بھیج کر بلائیں۔ اور اپنے ایمان واسلام کو خطرے میں ڈالیں۔ بلکہ وہ اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے برابر اپنے پروردگار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ دین میں ان کے جمے ہوئے قدم اکھڑنے نہ پائیں اور جب فتنوں کی یورش ہو تو خدائے وہاب اپنے پاس سے ان کے لیے وہ روحانی کمک بھیجے جو ان کے لیے ثبات قدم کا ذریعہ بنے۔'' (تدبر قرآن ۲/۳۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی ایک طرف خدا کی ہدایت کے ساتھ آپ کی گہری وابستگی کا مظہر ہے اور دوسری طرف ان فتنوں سے بچنے کا احساس بھی ہے جو انسان کو کسی وقت بھی اپنے شکنجے میں لے سکتے ہیں۔ خدا کے صالحین کا یہی رویہ ہے جس کا نتیجہ خدا کی روحانی مدد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خدا کے ایسے ہی بندے تھے۔ زلیخا کی گہری چال کی کامیابی کے عین موقع پر خدا کی برہان آئی اور انھیں برائی سے بچالیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَـذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ۔ (یوسف ۱۲:۲۴)

''ہم نے ایسا ہی کیا تا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں۔ بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کتابیات

مسلم، کتاب القدر، رقم ۴۷۸۹۔ مسند احمد، رقم ۶۳۲۱، ۱۱۶۶۴، ۱۸۸۳۰، ۲۲۶۹۹، ترمذی، کتاب القدر، رقم ۲۰۶۶۔ کتاب الدعوات، رقم ۳۴۴۴۔ ابن ماجہ، المقدمہ، ۱۹۵۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم ۳۱۴۰۔ السنن الکبریٰ، رقم ۷۷۳۷، ۷۷۳۸۔ مسند البزار، رقم ۲۴۶۰۔ المعجم الاوسط، رقم ۱۵۳۰۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۲۲۲۔